Registered

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۱۲) — ہر ہفتہ بروز جمعہ شائع ہوتا ہے - ۲۲- مارچ سنہ ۱۹۱۰ء — جلد (۳۵)

ایڈیٹوریل دفتر

[illegible]

امیر صاحب کابل [illegible]

[illegible]

[illegible]

ایڈیٹوریل نوٹس و ریمارکس

مسٹر گوکھلے نے جو تجویز گذشتہ سوشل کانفرنس منعقدہ کلکتہ میں پیش کی تھی سو یہ تھی کہ یہ کانفرنس ترغیب دیتی ہے کہ ادنیٰ جماعتوں کی ترقی دینے اور بہتر سلوک کرنے کا وقت آپہنچا ہے۔ آپ نے شروع تقریر ہی میں یہ کہا تھا کہ ملکی مصلح اور سوشل مصلح اور مذہبی مصلحوں میں کسی قسم کی تفریق بندی نہیں سمجھنی چاہئے بلکہ یہ تمام مصلحین ایک دوسرے کی مدد ہونی چاہئے۔ ورنہ قومی مرکز میں رخنہ واقع ہوگا۔ اور پھر مقصود ذیل تقریر فرمائی جو جلی قلم سے لکھنے کے قابل ہے اور اس کا ترجمہ سب اطراف پہنچنا چاہئے۔

اب صاحبان ہم سب کا یہ مذاہب کہ ہمارے ساتھ غیر ملکوں کا سلوک اچھا نہیں۔ نہ صرف جہاں بلکہ جب ہم نوآبادیوں میں جاتے ہیں وہاں بھی ہمارے ساتھ انسانی سلوک و برتاؤ نہیں ہوتا ہے جنوبی افریقہ میں ملکی حقوق سے بھی ہم محروم ہیں۔ وہاں پہلے یا دوم درجہ کی گاڑی میں سوار ہونے کی ہمکو ممانعت ہے۔ یہ ہمارے لئے سخت اہانت کا باعث ہے لیکن ذرا اپنی ہی جانچ پڑتال کریں کیا جب ہم اپنے ہی لوگوں کے ساتھ بدسلوکی سے پیش آتے ہوں تو بھلا کیا زیبا ہے کہ دوسروں کی نکتہ چینی کرو۔ ہماری اپنی ہی سوسائٹی میں ایک ایسا حصہ انسانی جماعت کا ہے جسکو ہم نے ادنیٰ قرار دیا ہوا ہے اور یہ ہماری آبادی کا پانچواں حصہ ہے اور ہمارے سوشل طریق نے مدتوں انکا گرا ہوا رکھا گیا ہے حتی کہ انکا حال نہایت ہی خستہ اور خراب ہے۔ تہذیبا ان کے ساتھ کسی طرح کا بھی برتاؤ نہیں ہے۔ اور طرفہ یہ ہے کہ اب تک بھی یہ حالت روا رکھی گئی ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ اس بات کو محسوس کریں کہ ان ادنےٰ لوگوں کو آپ اٹھا سکتے ہیں اور ان لوگوں کو جو کبھی ترقی کے راہ میں ان میں رخ کر سکتے ہیں یہ طرفہ ہے کہ جو بدسلوکی بعض غیر ممالک کے لوگ کریں اس کے تو ہم متحمل نہیں ہو سکتے لیکن ہم خود ہی بدسلوکی اپنی قوم کی ایک جماعت پر روا رکھیں؟

کیوں نہیں ہم اپنے ابنائے جنس کی گری ہوئی جماعت کے اٹھانے میں ساعی ہوتے؟ اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ جو بدسلوکی خود ہمپر وارد ہو رہی ہے اس کی چوٹ ہمکو پوری پوری محسوس نہیں ہو رہی ہے یہی وجہ ہے کہ ہماری سوشل اصلاح اور دیگر اصلاحیں ترقی پذیر نہیں ہیں۔ جو بدسلوکی ہمپر ہو رہی ہے ہم اسکی چوٹ کو خفیف محسوس کر رہے ہیں۔ ہم اس کے رفع کرنے میں کسی قسم کا شوق ظاہر نہیں کر رہے ہیں اگر تعلیم یافتہ جماعت کے سامنے کوئی قومی معیار یا اندازہ موجود ہے تو اس کو چاہئے بلکہ یہ اس کا فرض اتم ہے کہ وہ حتی الوسع اپنی گری ہوئی جماعت کے اٹھانے پر آمادہ ہوں میں کسی خاص پروگرام پر زور نہیں لگاتا لیکن ہمارا اصل ایسا ہے گویا ہم ارادتاً اس جماعت کو دبا ہوا رکھنا چاہتے ہیں۔

وہ جماعت ہمارے سوشل طریق کی خاطر قربان کئے جاتے ہیں۔ وقت آگیا ہے کہ ہم انکی خاطر آواز اٹھائیں بلکہ یہ ہماری خاص ذمہ داری ہے کہ ہم بحیثیت اعلےٰ قوم وقت اور نقدی سے ان کے اٹھانیکی کوشش کریں۔

(۱) ہم انکی تعلیم کا بندوبست کریں (۲) ان کے بیچ میں خود ہی قدر کرنے کا مادہ پیدا کریں یہ واجب ہے کہ ان میں خود قدری کا مادہ پیدا کرائیں جکو اپنی زندگی انہیں صرف کرنی چاہئے بلکہ انہیں اسی قسم کا ششن جاری کرنا چاہئے۔ آج کل ہزار ہا یونیورسٹی سے سال بسال جو ڈگری حاصل کرکے نکلتے ہیں کیا خوب ہو اگر بعض انہی میں ان کی تعلیم اور ان کے اٹھانے کے لئے اپنی زندگی وقف کردیں تاکہ وہ بھی تہذیب کے دائرہ میں آکر ساتھ شامل ہوں ہم جاپان کی طرف فخر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ لیکن میں جاپان کے ایک واقعہ کا ذکر کرونگا۔ وہاں بھی ایک ادنیٰ جماعت ہوا کرتی تھی جو ترقی سے محروم تھی۔ اس جماعت لوگ تہذیبی دائرہ سے خارج سمجھا کرتے تھے۔ لیکن جب وہاں کی آنکھیں کھلیں اور انکی ترقی کے خواہاں ہوئے تو پھر انہوں نے ایک حکم جاری کیا کہ ادنیٰ جماعت اب نہیں رہی اور اس جماعت کے لوگوں کو وہی حقوق میسر ہوں جو دوسروں کے ہیں اسی طرح اگر ہم ان گری ہوئی جماعتوں کو نہیں اٹھائینگے تو ہماری ترقی تیز ہی واقع ہوگی۔

تعلیم ہی وہ مسئلہ ہے جو ان کی حالت کو اچھا بنا دیگا۔ رکھو جیسا تم ان سے سلوک کروگے ویسا ہی تم سے بھی کیا جاویگا۔

این المدرز چین پرپر جو سطور تعویذ میں آج کل گشت کر رہا ہے اور وہاں جان بنا ہوا ہے اسکی نسبت جو کہ ہند مطبوعہ ... کے اخبار میں درج ہے اسکو ہم اپنے ناظرین کی آگاہی اور فائدہ کے لئے افشاں میں لفظ بلفظ درج کرتے ہیں کیونکہ جو کچھ کیا ہے بالکل صحیح بیان کیا ہے۔ زندہ ایمان کے لئے اور تعویذ کی ضرورت نہیں ہے۔ جب خدا موجود ہے تو انسان کے رعب داب میں نہیں آنا چاہئے ایسا کرنا ایمان کی ضعیفی پر دال ہوگا۔ وہم پرستی اسی کا نام ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ بہت اس وہم پرستی میں مبتلا ہیں ... اس دام تزویر کو جو کسی نا عاقبت اندیش فرقے نے اپنے پھانسنے کے لئے لگایا ہے۔ بس



جس سے مسیح نے ہمکو آزاد کیا ہے قائم رہو اور غلامی کے جوئے کے دوبارہ نہ جتو۔

ان دنوں میں ایک بڑا خطرہ کلیسیا میں نظر آتا ہے جس کے بارہ میں کلیسیا میں آواز دینا چاہئے تاکہ ہمارے لوگ اس خطرہ سے بچیں۔ ایک انگریزی خط جس کا سرنامہ این ایلدر نہ جبین پر ہے بہت پھیلتا جاتا اور اس کے پھیلانے کی حکمت یہ ہے کہ ترغیب اور حیرت دیجاتی ہے کہ ہر ایک پانیوالا اس خط کو پاتے ہی نئے اور خطوں کو نقل کرکے اپنے دوستوں اور جان پہچانوں کو بھیجدیوے۔ خط کا مضمون ایک دعا ہے اور اگرچہ دعا تو عمدہ ہے بشرطیکہ لوگ اس کو دل سے مانگیں اور اس کے مطلب کو خوب غور کریں لیکن خط کے ساتھ اور باتیں ہیں جو بالکل پروٹسٹنٹ عیسائیوں کی تعلیم کے خلاف ہیں اور چاہئے کہ ہر ایک جس کو یہ خط ملجاتے ہی اسکو رد کرے۔ یہ کسی رومن یا گریک کاتھلک کا کام معلوم ہوتا ہے اور ہمکو نہیں چاہئے کہ اس کی باتوں کو مانیں۔ ذیل کی باتوں سے صاف ظاہر ہوگا کہ اس کام اور تعلیم میں ہاتھ نہیں لگانا چاہئے (۱) اگر کوئی شخص رسم و رسم کے طور پر اس دعا کو پڑھے یا مانگے اُسے کچھ فائدہ نہیں ہوگا (۲) کسی ایلدر یا بشپ کا اختیار نہیں ہے کہ وہ کہے کہ اتنی دفعہ کسی دعا کو پڑھنے یا لکھنے سے کوئی خاص برکت ملیگی بلکہ صرف خدا کو اختیار ہے (۳) کسی ایلدر یا بشپ کو اختیار نہیں ہے کہ وہ لوگوں کو ڈراوے اور کہے کہ فلاں کام نہ کرنے سے تم پر آفت آئیگی۔ یہ بت پرستی اور باطل پرستی کا کام ہے۔ غیر عیسائی بت پرست لوگ ایسے ظاہری وسیلوں سے فائدہ یا نقصان بتلاتے ہیں۔ ہم عیسائی کو نہیں چاہئے کہ ان سے ڈریں۔ دعا منتر کے طور پر برکت لانے کے لئے نہیں بولی جا سکتی ہے اور جو آفت کی جرأت دی جاتی ہے محض بھول اور جھوٹ ہے۔

اسے ڈرنا نہیں چاہئے۔ (۴) خط کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ رسم کی کسی بت پرست عبدیدہ رسم کیساتھ شروع ہوا جو پروٹسٹنٹ لوگ نہیں مانتے۔ ایسے کاموں سے پرہیز کرنا چاہئے (۵) پھر ہنیر اخبار سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کو ناحق ڈرانا سرکاری حکم کے خلاف ہے۔ پس چاہئے کہ ہم روحانی باتوں میں مشغول رہیں اور جھوٹی تعلیم اور باطل رسم پرستی سے کنارہ کشی کریں ۔

کل آدمزاد کے لئے دعا کرنا چاہئے اور اپنے لئے بھی لیکن انسان کی بددعا کے خوف سے نہیں پر سچے دل سے اور خدا کی مرضی کے مطابق ہے ۔

مراسلات

اسے ترک من مناز کہ ترکی تمام شد

ایک آریہ اپدیشک سال خوردہ کی جہالتیں ۔

جہالت اول۔ بیٹے عیسائی مت کو بخوبی دیکھا اس کا خدا کئی سال تک نیند میں رہا جب اسکو ہوش آگئی تب اپنے بیٹے کو بھیجا جس سے اگلے گذشتہ لوگ نیند پر رہا کے باعث محروم رہے تھے ۔

جواب درمیع کرم بیوے تو اسی کو کہتے ہیں جہاتا صاحب آپکا دعوےٰ ہے کہ بائیبل شریف کو آنجناب نے بخوبی پڑھا۔ اگر یہ سچ ہے تو دنیا کے شروع ہی کا ذکر جو پڑھتے اسی میں اول ہی اول جہان خود بدولت گناہ کا ذکر پڑھینگے وہیں نبی یا مسیحا کی بھی آمد پاوینگے۔ سچ ہو غرض انسان کو اندھا کر دیتی ہے۔ ان کلام حق نے خود اول ہی ارشاد فرمایا کہ آنکھوں سے دیکھو گے اور ہرگز نہ سمجھوگے الخ تو بہ تعالیٰ آپکی جہالت کی خبر مختصت پس

اب فرمایئے کہ نیند میں خدا تھا یا کہ آپ ہی تھے خواب میں عیسائی مت پر غور فرمائی ۔

گر ہمیں پنڈت است اپدیشک
پس سماجک تمام خواہد شد

جہالت دوم۔ میں نے ویدک دھرم کو بہتر دوست پایا۔

جواب۔ نامعلوم ویدک دھرم کیا شے ہے آیا آریہ مت یا کہ بعض وید ہی چلا ہٹ جالانکہ آج تک وید جو کے تو ان خاص لوگوں میں سے جو دہیں بس ایک دھرم اگر خاص ہے اور عوام الناس کے لئے تو کیوں زبان پنجابی وغیرہ گو کبھی عوام تک نہیں پہنچاتے مگر عوام کے لئے ہو تو عوام کے ہاتھوں پر دام کر دیجئے تاکہ وہ اور ہی زبان پر غور کرکے ہر کس و ناکس صحیح رائے اسکی نسبت قائم کرسکے مگر دین مصلحت آپکو ہرگز ہوا کرنے نہ دیگی کیونکہ وہ ہی سیدون ہو تنگ ہی نہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے بند ہو جائیگا۔

جہالت سوم۔ کفارہ کا مسئلہ میرا عقل سے بالا ہے جس میں کھاؤں اور پیٹ اور کا بھر جاوے ہرگز ہرگز نہیں ۔

جواب آپکا تو نجات سے تعلق خاص ہے اگر آپ پر جرمانہ ہو جاوے اور شخص دیگر آپکی حالت زار پر ترس کھا کر جرمانہ جناب ادا کر دیوے تو کونسی قباحت یا کر غیر حکمت پیدا ہو سکتی ہے ؟ کوئی بھی نہیں الا ضد تو آپکا مورثی ورثہ ہے ہی وہیں۔

خرد بڑائی یہ ہے کہ لفظ کفارہ کو قہر غضب ٹھہراتے ہوئے آنجناب نے اول معلوم اچھا اور بعد ازاں اسی وقت غلط کرکے دکھایا حالانکہ دونوں صورتیں غلط ہیں کیونکہ لفظ کفارہ مفتوح ہے۔ افسوس جاہلوں کی ایسی جرأت۔

جہالت چہارم۔ بیدوں میں دیگر مذہبی کتب کی مانند حکایتیں نہیں ہیں۔ اس کی حقیقت کی ہی دلیل

تاطبیعت دیں۔

جواب جہالت دوم کے جواب پر اول عمل کر دکھایئے تاکہ عوام الناس کو خود جانچنے کا موقع نصیب ہو ورنہ دہی چلاہٹ بے سود لاحاصل ہے۔

جہالت پنجم۔ فلان عیسائی عیسائی ہونے سے اب پچھتاتا ہے۔

جواب (۱) اگر یہ سچ ہے تو اے پنڈت صاحب اس شخص کا پشیمان ہونا صحیح طور پر تصدیق فرما کر اپنے دستخط مبارک ثبت فرما کر گرامی نامہ خود رحمت فرماویں تاکہ سند روشن کیطرح جناب ہی کو جھوٹی گپ کا ذائقہ تو معلوم ہو جاوے پھر تو آپکو کہنا پڑیگا کہ نعوذ باللہ شہوۃ عداوت جدا ہم۔ مگر وہ کہاں یہ تو غیر ممکن ہے (۲) اگر پشیمانی سچ ہے تو کیا وجہ ہے کہ آپکا عیسائی دوست ابتک عیسائی مت پر قائم ہے حالانکہ آریہ شدھی کوئی غیر ممکن کھیل نہیں پس آپ کے دروغ بیفروغ کو کھولدینے کے لئے یہی برہان قاطع اکیلی بس ہے۔ (۳) یہ جھوٹے فسانے مسیحیت کو کچھ بھی ضرر نہیں پہنچا سکتے البتہ آپ کے اعتبار کو ضرور ہی زایل کر دیتے ہیں۔

راقم

آپ کا دلی دوست ملک روشن خان اجنند یالہ

ضلع امرتسر

آرین عقاید کی تردید دیانندی

قلم سے نمبر ۱۲

ویدوں کے الہام کے متعلق تو سوامی جی کا استقلال ظاہر ہو چکا ہے جس سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ سوامی جی اصل ویدوں کے ماننے والے نہ تھے صرف چند جہال کو جاننے کے تئیں وید کا نام دیتے تھے۔

اب ذرا ویدانت کے مسئلہ پر جو کچھ سوامی جی نے قلم فرسائی کی ہے اسپر غور کرنا چاہئے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۰۳،۳۰۲ اس مباحثہ میں شنکر آچارج کا مت وید کے مطابق تھا اور جینیوں کا وید در رد تھا یعنی شنکر کی کوشش ویدمت کی تائید اور جینیوں کی تردید اور جینیوں کی کوشش اپنے مت کی تائید اور وید کی تردید تھا مباحثہ کئی روز تک ہوا جینیوں کا مت یہ تھا کہ عالم کا صانع ازلی پرمیشور کوئی نہیں یہہ دنیا اور جیو تما ازلی ہیں ان دونوں کی پیدائش اور تباہی کبھی نہیں ہو سکتی اس کے برخلاف شنکر آچاریہ کا مت تھا کہ ازلی سیدھ برہما تما ہی دنیا کا اصل ہے یہہ دنیا اور جیو جھوٹا ہے ... ہمیں روز تک مباحثہ ہوتا رہا لیکن آخرش دلیل اور حجت سے جینیوں کا مت شکست یاب اور شنکر آچارج کا مت فتحیاب ہوا۔ ۔ ۔ ۔ اسی وقت سے کیونکہ ویدمت ہونے لگی اور ویدوں کی درس تدریس نے رواج پکڑا اس سال کے اندر سارے آریہ ورت ملک میں گھوم کر جینیوں کی تردید اور ویدوں کی تائید کی۔ صفحہ ۳۰۴ پر لکھا ہے کہ بائیس سو برس ہوئے ایک شنکر آچاریہ دراوڑ ملک میں پیدا شدہ برہمن برہمچریہ سے ویاکرن وغیرہ سب شاستروں کو پڑھکر سوچنے لگے کہ آہا سچے پرمیشور کے معتقد ویدمت کا چھوٹنا اور جین پرمیشور کے نہ ماننے والے مت کا رائج ہونا بڑے نقصان کی بات ہو۔ پھر صفحہ ۳۰۵ پر لکھتے ہیں کہ اب اس میں غور کرنا چاہئے کہ اب جیو اور برہم کی یکتائی اور دنیا کا جھوٹا ہونا شنکر آچاریہ کا ذاتی اعتقاد تھا تو وہ عمدہ اعتقاد نہیں اور اگر جینیوں کی تردید کے لئے اختیار کیا تو اچھا ہے ناظرین اس آخری حوالہ میں سوامی جی ہمیں غور کرنے کی اجازت دیتے ہیں اس لئے ہم نے سوامی کے اشارہ پر غور کر کے مفصلہ ذیل نوٹ منتخب کئے

(۱) شنکر آچاریہ نے باقاعدہ برہمچریہ سے وید ویاکرن حاصل کیا۔

(۲) شنکر آچاریہ سچے پرمیشور اور وید کا متبع تھا۔

(۳) اور اس نے صرف ویدمت کو ظاہر کرنے کے لئے جینیوں سے بحث مباحثہ کئے

(۴) راجہ کو جاکر مباحثہ کے لئے تیار کیا تو صرف وید کی تعلیم جاری کرنے کے لئے۔

(۵) عین موقعہ مباحثہ پر وہ ویدک تعلیم سے انکار نہیں کیا اور ہوتے اس کا دانت تھا۔

(۶) اخیر اس نے اپنے دعوے کو ویدوں سے اور عقلی دلایل سے ثابت کر دیا۔

(۷) فتح کے بعد اس نے باقاعدہ ویدوں کی صحیح تعلیم کو از سر نو جاری کیا اس کے نئے مدرسے بنوائے۔

ناظرین یہہ ہفت امور جو کہ سوامی جی کی قلم سے ثابت ہوتے ہیں ان سے اس بات کا تو اچھی طرح پتہ چلتا ہے کہ شنکر آچاریہ ویدوں کا پورا عالم اور سچا وید اور سوامی جی اسکو ایک اعلیٰ درجہ کا خدا پرست اور وید کا عالم مانتے ہیں اور خود ہی ثابت کرتے ہیں کہ وہ ویدک مت جو مردہ پڑا ہوا تھا اس نے زندہ اور جاری کیا لیکن آگے چلکر ہم کیا دیکھتے ہیں کہ جس شنکر آچاریہ کی یہاں اس قدر عزت کی گئی اسکو کیا کچھ کہا گیا اور پھر یہ کہ ویدانت کی تعلیم کو خاص ویدک تعلیم مانتے کیونکہ خود ہی لکھتے ہیں کہ شنکر آچاریہ نے اپنے دعویٰ کو وید اور دلایل عقلی سے ثابت کر دیا۔ شنکر آچاریہ کے اعتقاد کی بابت خود ہی لکھتے ہیں کہ وہ ویدانت کا تھا اور جسکو اس نے وید اور دلایل سے ثابت کر دیا

اب ان تمام تحریرات کے برخلاف صفحہ ۳۰۵ پرکاش میں لکھتے ہیں۔

"واہ رے جھوٹے ویدانتیو تم نے صادق شبیت

اراوہ والے پرمیشور کو جھوٹا بنا دیا کیا یہہ تمہاری ذات

کا باعث نہیں کسی اوپ نشد سوتر یا وید میں لکھا

ناظرین ذرا اس تحریر کو دیکھیں اور سابق الذکر تحریر سے مقابلہ کریں وہاں شنکر آچاریہ ویدانتی کو برہمچریہ سے وید حاصل کرنے والا وید کا عالم وید کا پیرو خدا پرست ویدک مت کو دوبارہ رائج کرنے والا اور پھر آخر کو اسی ویدک مت میں اپنی جان بھی دینے والا لکھا ہے اور یہاں صاف ہی بلا کسی رمز وغیرہ کے اسکو جھوٹا ذلیل کہہ دیا اور پھر اسی ویدانت کو جسے شنکر جیسے عالم نے وید سے نکال کر جیو کو شکشت دی اب وید اور اپنشد وغیرہ سے بالکل معدوم شمار سوامی جی کے ڈر سے ۔

سوامی جی اگر آپ زندہ ہوتے تو آپ سے دریافت کیا جاتا اب اے آریہ صاحبو سوامی جی کی شاگردی پر فخر نہ ہو ذرا بتاؤ تو سہی کہ شنکر آچاریہ نے وید کے کس منتر سے اپنے دعوے کو ثابت کیا اور اب سوامی جی کے وقت میں کس طرح وہ منتر ویدوں سے کافور ہوگیا یاد رکھو شنکر آچاریہ نے باقاعدہ ویدک تعلیم کو حاصل کیا اور سوامی نے صرف تین چار برس جالندھر سوامی سے سنسکرت پڑھی نہ برہمچریہ ہی کیا اور نہ وید کو ہی پڑھا پھر کس طرح شنکر اچاریہ کے برخلاف کرتے ہیں کہ ویدک عبارت میں ویدانت کی تعلیم نہیں ہے ۔

صاحبو یا تو آپ کو وید میں تحریف کا اقرار کرنا پڑیگا یا سوامی جی کو جھوٹا ماننا پڑیگا ۔ (باقی آئندہ)

راقم رحمت مسیح از شاہ کوٹ ضلع گوجرانوالہ

ریمارک

میرے پاس تین رسائل پہنچے جنکا نام ستیارتھ پرکاش درپن ۔ ویدک مقابلہ کی بے ثباتی ۔ تردید خبط الہام دیانندیان ہے رسالہ نمبر ا مولوی ابو محمد حسن صاحب بیرونی دروازہ سہراب کی تصنیف ہے جس میں صاحب موصوف نے کتاب ستیارتھ پرکاش پر ترتیب وار نکتہ چینی شروع کی فی الحال تین باب تک پہنچے ہیں میرے خیال میں رسالہ مذکور بہت عمدہ ہے اور عام مسلمانوں اور خاص کر عیسائی مناظروں کے لئے تو ایسے رسالے ازحد ضروری ہیں ۔ ------ کیونکہ عیسائی مناظروں کو عموماً آریوں سے بات چیت کرنی پڑتی ہے اور آریہ لوگوں کے پاس فی الحال ایک کتاب ستیارتھ ہی ہے جس کے بھروسہ پر آریہ لوگ دوسرے مذاہب خاصکر عیسائیوں سے مقابلہ کو طیار ہوا کرتے ہیں اس لئے اس رسالہ کو دیکھنا ہر ایک عیسائی کا فرض ہے قیمت ہر سہ باب کی ۸ر آنے ہے انہوں نے ایک نوٹس خط میں میرے ساتھ کل ستیارتھ پرکاش پر تنقید کرنے کا وعدہ کیا ہے ۔

موخر الذکر ہر دو رسالہ محمد فضل الدین مدرس مدرسہ ... ضلع گورداسپور کی تصنیف ہیں جنکی قیمت ۲ر ہے ۔

یہ رسالہ مذکورہ بھی قابل دید ہیں اور آریوں کے مقابلہ کے لئے نایاب ہتیار ہیں میرے خیال میں ان ہر سہ رسالوں کو اپنے پاس رکھتے ہوئے کوئی عیسائی مناظر آریوں کے دھرمی مذہب کو بڑی آسانی سے رد کر سکتا ہے ۔ مصنف رسالہ ہذا سے مل سکتا ہے بقیمت ۴ر

راقم

رحمت مسیح از شاہ کوٹ ضلع گورداسپور

لندن میں ایک انسٹیٹیوٹ کے طلبا کے گھر کی تلاشی ہوئی جہاں سے زمین کے اندر کام کرنے والی مشین اور ایک گوشہ اور بندوقیں دستیاب ہوئیں پندرہ طالبعلم گرفتار ہوئے ۔

ویدون کے سنگھیتا

(سلسلہ کیلئے دیکھو گذشتہ اشاعت سے آگے)

سامن اور یاجس

جب رشی لوگ اس ملک میں آباد ہوئے ۔ تو انہوں نے اپنے دیوتاؤں کی پرستش اور رسومات بھی باقاعدہ قایم کیں سام سنگھیتا اور یاجس کے دونوں سنگھیتوں کے منتر جو انکی پرستش و رسومات کی ادائیگی کے لئے استعمال ہوتے تھے ان سنگھیتوں میں وہ رچا پائے جاتے ہیں جو گیتا میں سوم رس ڈھالتے وقت یا اسکو چڑھاوے چڑھاتے وقت گاتے یا ورد کرتے تھے ۔ سام سنگھیتا میں بعض رچا ہیں ۔ مگر یاجس سنگھیتا میں رچوں کے علاوہ نثر بھی ہیں ۔ سام سنگھیتا کے تمام رچا بعض چند ایک مستثنیات کے رگ سنگھیتا میں موجود ہیں ۔ سو سام سنگھیتا ایک طرح پران ہی رچوں کا مجموعہ ہے ۔ جو رگ سنگھیتا کے گیتوں سے رچوں میں سے لئے گئے اس سے یہ بات ثابت نہیں ٹھہرتی کہ جس وقت سام سنگھیتا ترتیب دیا گیا اس وقت رگ سنگھیتا بھی سنگھیتا کی صورت میں موجود تھا ۔ یہاں پر ہم سنگھیتوں کا ذکر نہیں کرتے ۔ رگ سنگھیتا کے گیت اگرچہ مجموعی صورت میں نہیں تو بھی موجود تھے ۔ ان گیتوں کے بعض رچا قربانی میں سوم رس ڈھالتے وقت گائے جاتے تھے ۔ جب انہی چیدہ رچوں کو ترتیب دیا تو سام وید سنگھیتا بن گیا لیکن اصلی گیتوں کو جو عام طور سے گائے جاتے تھے ترتیب دینے سے رگ وید سنگھیتا بن گیا ان دو سنگھیتا میں سے کونسا سنگھیتا پہلے ترتیب دیا گیا یہ ایک دوسرا سوال ہے ۔

ادھر یاجس سنگھیتوں میں وہ رچا جمع کئے گئے جو مختلف قربانیوں کے موقعوں پر ان گیتوں کے سوائے مذکورہ بالا

گیتوں سے اقتباس کئے جاکر استعمال ہوتے تھے۔ علاوہ ان رچوں کے یجر سنگھیتوں میں کچھ منتر ایسے بھی جمع کئے گئے جو ویدک شاعروں کے ساختہ گیتوں میں تو نہیں، پر ویدک پرستاروں کی رسمی عبادت میں مروج تھے۔

ایک اور بات غور طلب ہے۔ چونکہ رگ سنگھیتا میں پائے جاتے ہیں، جب سام اور یجر سنگھیتوں میں اقتباس ہوئے۔ تو ان میں سے بعضوں کی صورت میں تھوڑی بہت تبدیلی ہوئی۔ اس تبدیلی کی وجہ دریافت کرنا کسی قدر مشکل ہے۔ شاعروں کے سادہ گیت یا ان کی آیات جب رسومی عبادت میں خاص طور پر استعمال ہونے لگیں تو وقت موقع اور گانے والوں کے ترنم کے لحاظ سے ان کی صورت میں کچھ نہ کچھ تبدیلی واقع ہونا کچھ ناممکن نہیں ہے۔

تینوں سنگھیتوں کی خاصیات

مذکورہ بالا باتوں کو مدنظر رکھ کر تینوں سنگھیتوں کی بابت ہم مختصر طور پر یوں کہہ سکتے ہیں (۱) رگ سنگھیتا کے منتر اس کے آخری منڈل کو چھوڑ کر اصلی اور سب سے قدیم ہیں جن کو ویدک شاعروں کے قدرتی اور سادہ گیت کہنا چاہئے۔

(۲) سام سنگھیتا کے منتر نقلی ہیں۔ یعنی رگ سنگھیتا کے اصلی گیتوں سے اقتباس کئے گئے اور جس حال مختلف مروجہ گیتوں سے رچائیں چن کر گیت بنائے گئے تو ان گیتوں کو قدرتی بھی نہیں کہہ سکتے ہیں۔ بلکہ وہ بناوٹی ہیں۔ لیکن راگوں کے لحاظ سے سام سنگھیتا افضل ہے۔ لفظ سام کے معنے گانے کے ہیں۔

(۳) دو (یا) یجر سنگھیتا حقیقت میں کرم کانڈ یعنی رسومات کو مدنظر رکھ کر رچائیں چنے گئے اور نثر کے منتر بھی جمع کئے گئے۔ سو یہ بھی اصلی نہیں قدرتی نہیں۔ لیکن رسومات کے لحاظ سے یہ مکمل ہیں۔ لفظ یجر یج سے نکلا ہے۔ یج کے معنے جگیا یا قربانی کے ہیں۔ اب تینوں سنگھیتوں کو یوں کہو۔ رگ آزادانہ ستائش سام ہندوستانی راگ یاجس رسومی کرم کانڈ۔

سام سنگھیتوں کی ترتیب

پیشتر بیان ہوا کہ چند ایک مستثنیات کو چھوڑ کر سام وید سنگھیتا کے منتر رگ وید کے گیتوں سے اقتباس کئے گئے۔ بعض عالم گمان کرتے ہیں کہ سام سنگھیتا کے وہ منتر بھی جو اب رگ سنگھیتا میں نظر نہیں آتے وہ بھی رگ سنگھیتا کے کسی نہ کسی متن میں موجود تھے۔ جو اب معدوم ہو گیا۔ اگر یہ گمان صحیح ہو۔ تو کہنا پڑیگا کہ سام وید سنگھیتا کے کل منتر رگ سنگھیتا کے گیتوں سے لئے گئے۔

سام وید سنگھیتا کے تین متن ہیں۔ کوتھم ساکھا گجرات میں جیمنیا شاکھا کرناٹک میں اور رانائینیا شاکھا مرہٹہ ملک میں مروج ہیں۔ ان متنوں میں آپس میں بہت فرق نہیں ہے۔

سام وید سنگھیتا دو بڑے حصوں میں منقسم ہے۔ پروفیسر ویبر صاحب کی تحقیقات کے مطابق قدیم سنسکرت تصنیفات میں سام سنگھیتا کا پہلا حصہ آرچک چھند میں چھند سکا ناموں سے کہلاتا ہے۔ اور دوسرا حصہ اُتر آرچک یا اُترا ناموں سے نامزد ہوتا تھا۔

پہلا حصہ ۶ حصوں میں تقسیم ہوتا ہے جن کو پرپاٹھک کہتے ہیں۔ ہر پرپاٹھک دو ادھیائے میں تقسیم ہوتا اور ہر ادھیائے پانچ دشت میں۔ سوم پرپاٹھک میں دس دشت ہیں۔ دشت کے معنے دس کا مجموعہ یعنی ہر دشت میں عموماً دس دس منتر ہیں۔ لیکن بعض دشت دس سے زیادہ اور بعض دشت میں دس سے کم منتر بھی رکھے گئے۔

دوسرے حصے کی ترتیب اور ہی ڈھنگ پر ہے۔ اس حصے میں ۹ پرپاٹھک ہیں۔ ان میں سے پہلے پانچ پرپاٹھک دو دو ادھیائے میں اور پچھلے چار پرپاٹھک تین تین ادھیائے میں تقسیم ہیں۔ ہر ادھیائے چند فصلوں میں تقسیم کیا گیا۔ ادھیاؤں کی فصلوں کا زیادہ سے زیادہ چھ ہیں اور کم از کم نو ہے۔ کل فصل ۴۰۰ ہیں۔ ہر ایک فصل میں عموماً تین منتر ہیں جن کا پہلا منتر عموماً اس سنگھیتا کے پہلے حصے سے اقتباس ہوتے۔

سام وید سنگھیتا کے پہلے حصے میں پانچ سو (۵۸۵) دوسرے حصے میں بارہ سو پچیس (۱۲۲۵) کل ۱۸۱۰ رچا ہیں۔ دوسرے حصے کے ۱۲۲۵ میں ۲۶۹ پہلے حصے سے دہرائے گئے۔ ان میں سے تین رچا دو دفعہ دہرائے گئے اور اسی حصے کے ۵ رچا اسی حصے میں دہرائے گئے سو ۱۲۲۵ سے گھٹاؤ - ۲۶۹ + ۳ + ... دوسرے حصے میں ۹۶۴ اصلی رچا لینگے۔ اب پہلے حصے کے ۵۸۵ + دوسرے حصے کے ۹۶۴ = ۱۵۴۹ رچا ہیں۔ ان میں سے کل ۷۵ رچا رگ وید کے موجودہ متن میں پائے نہیں جاتے ہیں۔ سام سنگھیتا کا تیسرا حصہ رگ سنگھیتا کے نویں منڈل کے گیتوں سے اقتباس ہوا۔

سام سنگھیتا کے متعلق چار راگ کی کتابیں ہیں۔ دو پہلے حصے کے متعلق اور دو دوسرے حصے کے متعلق ہیں۔ گرام گیا گان یعنی گیت جو گاؤں میں گائے جائیں، جو سترہ پرپاٹھکوں میں ہے۔ اور ارنیا گان یعنی جنگل میں گائے جائیں، جو چھ پرپاٹھکوں میں ہے۔ پہلے حصے کے رچوں کی ترتیب کے مطابق ہیں۔ اوہا گان جو ۲۳ پرپاٹھکوں میں ہے۔ اور اوہیا گان جو چھ پرپاٹھکوں میں ہے۔ دوسرے حصے کے رچوں کی ترتیب کے مطابق ہیں۔ ان میں راگ کی خاص

ساتھ گفتگو کرنے سے مجھے حظ حاصل ہوتا تھا - اگر ایسی بڑے بھاری فرض کی قید مجھکو نہ ہوتی تو میں کسی حالت میں بھی اسکی جدائی گوارا نہ کرتی - لیکن افسوس یہہ ہی تھا کہ میں کیا کرتی - کیونکہ اپنی ہمیشہ کی خوشی کو اس دنیا کی چند روزہ خوشی کے لئے کھو دیتی ؛

چونکہ دل نہایت بے قرار تھا اس لئے میں نے بائیبل کھول کر پڑھنا شروع کر دیا تاکہ اس کے پڑھنے سے کوئی آیت شاید نظر آجاوے کہ جو باعث تسلی اور آرام دل کا ہووے ؛

چنانچہ پڑھتے پڑھتے یہ آیت نظر آئی - جو کہ پولوس رسول کے دوسرے خط قرنتیوں کے ۶ باب کی ۱۷ آیت میں لکھی ہے - "اس واسطے خداوند یہہ کہتا ہے کہ تم ان کے درمیان سے نکل آؤ اور جدا ہو - جو اور ناپاک کو مت چھوؤ اور میں تمکو قبول کرونگا اور میں تمہارا باپ ہونگا اور تم میرے بیٹے بیٹیاں ہوں گے یہہ خداوند قادر مطلق فرماتا ہے" - اسمیں ستاد کی بلاہٹ اور وعدہ شامل ہے -

"آؤ میرے پاس اور میں تم کو قبول کرونگا اور میں تمہارا باپ ہونگا اور تم میرے بیٹے اور بیٹیاں" ؛

وہ خالق غریبی تنہائی - سختی - اور قیدی کی حالت میں نہیں بلاتا تھا بلکہ اپنے پاس ایک پدرانہ محبت - ایک پدرانہ دلاسے - اور ایک پدری گھر کو - آؤ میرے پاس جو کہ نہ صرف تمہارا باپ بلکہ بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند ہوں - چھوڑ دو سب دنیوی عیش و عشرت کے خیال - طعن اور تشنیع کے ڈر - دوستوں اور خویشوں کی جدائی - اور میں تمکو ان سب چیزوں سے زیادہ دونگا - میں تمکو اپنی محبت سے سیر کرونگا - نیز ایک دوسری

میں نے جواب دیا کہ کیا خوب - اگرچہ سچ ہے کہ میں عبرانی زبان نہیں جانتی مگر اتنا تو سمجھتی ہوں کہ خواہ ترجمہ کے سبب سے اسکی عبارت میں فرق آجاوے مگر مطلب میں تو کوئی فرق نہیں آسکتا ہے - اور یہی سبب میرے یقین کا ہے کہ وہ آیت میرے حق میں گو تمہارے نزدیک نادرست ہو صاف ہے ؛

جان نے کہا - اسی سے تو میں بھی کہتا ہوں کہ تم اس آیت کو ہی نہیں سمجھتی ہو - کیونکہ یہہ آیتیں ایسے لوگوں سے ہیں کہ جنکو پولوس رسول بت پرست جانتا تھا کسی حالت میں میری نسبت وہ جاری نہیں ہو سکتی ہیں - گو تم مجھکو نیک نہ سمجھو مگر بت پرست تو نہیں کہہ سکتی ہو - تب میں نے جواب دیا کہ سچ ہے میں تمکو ایسی صورت میں بت پرست نہیں کہہ سکتی مگر جان تم خوب جانتے ہو کہ میں تمکو ایمان دار بھی نہیں کہہ سکتی - میں کیا یہہ جھوٹ کہتی ہوں - تم بھی اپنے دل میں اس بات کو خوب جانتے ہو گے کہ تمکو کوئی بھی ایمان دار کہیگا - اور وہ آیت ایسوں ہی کے نسبت ہے نہ کہ بت پرستوں کے متعلق ہے - اوہ - اوہ

جان بولا تب تو تم آپ کو لائق اور مجھہ کو نالائق سمجھتی ہو ؛

میں نے جواب دیا - نہیں نہیں جان - ایسا ہرگز نہ سوچو - میں اپنے آپکو سب سے نالائق سمجھتی ہوں اور اسی نالائق کو جسے میں نے اس کا ہاتھ پکڑا ہے جو کہ کامل لائق ہے اور اسی پر ایمان رکھتی ہوں تاکہ اسکی راستبازی باعث وسیلہ میری نجات کا ہووے یہی ایک بات ہے کہ جس کا میرے اور تمہارے درمیان فرق ہے بس ؛

جان میں نہایت منت اور خوشامد سے کہتی ہوں کہ براہ مہربانی اب تم اس

مباحثہ کو زیادہ طول نہ دو کیونکہ تمہارے اور میرے دل کو رنج پہنچا ہے۔

جاؔن نے چشم پُر آب ہو کر کہا۔ میرؔم۔ بھلا کس طرح میں اس بات سے درگذر کروں جبکہ ایک آیت مقبول نے میری تمام عمر کی خوشی اور امید کو ایک لمحہ میں برباد کر دیا ہے۔ مجھکو تمہاری ذات سے ایسی ہرگز یاس کی امید نہ تھی۔ اے میرؔم اب بھی میرے حال پر رحم کرو اور کیا عجب کہ تمہارے سبب سے میں بھی ایماندار بن جاؤں۔ غرضیکہ دیر تک اُس نے اِس قسم کا گریہ کیا کہ فی الواقعہ میرے دل میں اسکی عاجزی اور ملال دیکھکر ترس آنے لگا اور سوچنے لگی کہ کیا عجب ہے جیسا کہ یہہ کہتا ہے اگر میرے باعث سے ایماندار بن جاوے سچ مچ میری صحبت کا اثر اس کے دل پر اس طرح کا غالب آوے۔ مگر ساتھ ہی ساتھ یہ بھی خیال آیا کہ کیا واجب ہے کہ ہم بھلا ہونیکی امید پر برا فعل کریں۔ یہ تو انجیل کی تعلیم سے بعید ہے کہ برائی کریں تاکہ بھلائی برآمد ہووے بلکہ برعکس اُس کے یہہ ہدایت ہے کہ تو حکموں کو مان اور کام بھی وہی کر جو تو بائبل میں پڑھتا ہے۔

غرضیکہ جب میں اس درجہ تک حالت پیچ و تاب و تشدد میں پھنسی تو اپنے دل میں خدا سے التجا کی کہ خدایا تو یاور ہو کر میرا رہنما ہو۔

جیسے ہی یہہ دعا مانگی ویسے ہی مجھکو یہہ آیت یاد آئی کہ

"بے ایمان کے ساتھ ناموافق جوئے میں مت جتو"

میری طرح جاؔن بھی کسی پس و پیش میں کھڑا سوچ رہا تھا۔ دو منٹ کے بعد میرے سے کہنے لگا۔ خیر جو ہوا سو ہوا۔ جو کہا سو کہا۔ آپ ہاں یا نہیں۔ دو میں سے ایک صاف کہدو۔ میں بولی۔ جاؔن۔ میں اب بھی وہی کہتی ہوں جو آگے کہا تھا کہ [illegible]

دوست سمجھتی ہیں تم کو جان و دل سے عزیز جانوں گی مگر بیاہ کی بابت مجبور ہوں۔

جاؔن نے کہا۔ بہت اچھا۔ اب میں نے تمکو اچھی طرح سے سمجھ لیا اور اس جواب کو آخری سمجھوں؟ میں بولی۔ کہ ہاں۔ مگر جو کچھ کہ ملال میرے دل پر میں اس کے کہنے سے گذرا اسکو میرا دل ہی خوب جانتا ہے ہاں کے ساتھ ہی میں نے یہہ اس سے کہا کہ ایک عرض میری اور ہے کہ اس ناشدنی امر سے ہماری پرانی دوستی میں فرق نہ آنے دینا۔ اس کے جواب میں جاؔن نے طنزاً کہا۔ کہ یہہ دوسری بات ہے۔ پر آپ اب یہ سمجھ لینا کہ میں بھی ایسے لوگوں کے راستے سے نہیں گذرتا کہ جو آپ کو دوسروں سے اچھا جانتے ہیں۔ میری طرح اس دنیا میں بڑے لوگ بھی بہت سے ہیں کہ جو میری دوستی اور واقفیت کو غنیمت خیال کرینگے۔ اور جن کے نزدیک خود پسندی۔ خودغرضی۔ خود عقلی۔ نہیں آتی۔

پس یہ کہتا ہوا دروازہ کو زور سے کھول کر راہی ہو گیا اور پھر آیندہ اسکو میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ جاؔن مغرور اور شاہانہ مزاج کا آدمی تھا۔ اسکو ایسی امید نہ تھی کہ میں اس حالت بیکسی میں رہتے اسکو نامنظور کر دونگی بلکہ برعکس اس کے وہ اس بات کی قوی امید رکھتا تھا کہ میں اسکی اس درخواست کو ایسے وقت میں ہر صورت سے غنیمت سمجھونگی۔ مگر جب اس نے مجھکو اپنے برخلاف اور برعکس دیکھا تو اسکی شیخی کو بڑی چوٹ لگی اور یہہ سبب ہوا کہ وہ ایسی تندی اور غصہ سے چلا گیا۔ اس کو جاتے ہوئے میں اپنی کھڑکی سے دیر تک دیکھتی رہی جب تک کہ وہ میری نظر سے دور ہو گیا۔ اس وقت تو میرا دل غم سے بھر گیا اور زار و زار رونے لگی۔ سچ تو یہ تھا کہ میں جاؔن کو حقیقت میں پیار کرتی تھی اور اسی سبب سے اسکی آزردگی سے مجھے ملال ہوا۔ اس کے دیکھنے سے میرا دل خوش اور اس کے

رچ میں حروف پڑھا کر رچوں کو ورد الیا گیا۔

یجر وید سنگھیتوں کی ترتیب

یجروید کے سنگھیتا بدلنے کی بابت ایک قصہ ہے۔ کہ ویشمپاین رشی سے یاگیا ولکیا رشی نے یجروید سیکھا تھا۔ بعد کو گرو اور چیلے میں کسی امر میں نااتفاقی ہو گئی تب ویشمپاین رشی نے یاگیا ولکیا سے کہا۔ کہ تو نے مجھ سے جو وید سیکھا سو اگل دے۔ یاگیا ولکیا نے گرو کے کہنے پر اپنے پڑھے ہوئے وید کو اگل دیا۔ پھر ویشمپاین رشی کے باقی چیلوں نے تیتری بنکر یاگیا ولکیا کے اگلے ہوئے وید کو چگ لیا۔ اب یاگیا ولکیا نے اپنے لئے ایک نیا سنگھیتا بنا لیا۔ جس کا نام اس کے خاندان کے نام سے واجسنی سنگھیتا ہوا۔ اور وہ سنگھیتا جو تیتروں نے چگ لیا تھا۔ تیتریہ سنگھیتا کہلایا۔

اس قصے کی کچھ حقیقت نہیں۔ لیکن اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ تیتریہ سنگھیتا واجسنی سنگھیتا سے قدیم ہے۔ ایک نئے فریق نے پرانے سنگھیتا کو خراب حالت میں دیکھکر اسے ترک کیا اور اپنے لئے نئے سنگھیتا کی ترتیب دی سو نیا سنگھیتا پرانے کا اصلاح شدہ سنگھیتا ہے۔ سو انہوں نے اپنے سنگھیتا کو شکلا یعنی سفید یا پاک یجروید کہا۔ اور پرانے سنگھیتا کو حقارت سے کرشنا یعنی سیاہ یا ناپاک قرار دیا۔ دونوں سنگھیتوں کے پیروؤں میں آپس میں بڑی نااتفاقی رہی۔

بعض گمان کرتے ہیں کہ تیتری ایک رشی کا نام تھا۔ چنانچہ کرشنا یجروید کے اتریہ شاکھا کے متن کی انوکرما کے مطابق یہ وید ویشمپاین سے یاسک پینگی کو یاسک سے تتری کو تتری سے اکھا کو اور اکھا سے اتریہ کو حاصل ہوا۔

تیتریہ سنگھیتا کی ترتیب بہت ساری ملی ہے۔ منتروں کے ساتھ ہی ساتھ ان کی تشریح اور ان منتروں کے متعلق جو رسومات مانی جاتی تھیں۔ ان کا بھی بیان شامل ہے۔ ادھر واجسنی سنگھیتا کی ترتیب نہایت صاف ہے۔ سنگھیتا حصے میں منتر رکھے گئے۔

برہمن کی تشریح و رسومات کا بیان براہمن میں ڈال دئے گئے۔ اس امر میں واجسنی سنگھیتا رگ و سام سنگھیتا کی مانند ہے۔

گلدستۂ اخبار

چین کے دو صوبوں میں جنکی آبادی چھ کروڑ بتائی جاتی ہے بائبل کی تعلیم کل گورنمنٹ سکولوں میں جاری کی گئی ہے کیونکہ وہاں یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ بائبل کی اخلاقی تعلیم تہذیب کی بنیاد ہے اور یہ بھی کہ تمام اصلاحوں کی محرک بھی بائبل ہی ہے۔

چین کے یہی کالج جو شمال اور وسط اور جنوبی چین میں واقع ہیں۔ انہیں اب سینکڑوں متمول خاندانوں کے لڑکے تعلیم پا رہے ہیں۔

چین میں اب بہت سے تعلیم یافتہ مسیحی اور خاندان بھی ہیں چین کی اعلیٰ ملازمت میں مقرر کئے گئے ہیں اور نیز اعلیٰ ترین عہدے ملازمت کے اب ان اشخاص کو میسر ہوتے ہیں جنہوں نے مسیحی کالجوں میں تعلیم پائی ہے۔

کہتے ہیں کہ مچھروں کی کوئی ۲۰۰ قسمیں ہیں اور علاوہ ازیں سو اور ہیں جو ابھی تک احاطۂ تعریف میں نہیں آئی ہیں۔ خدا ان سے پناہ بخشے۔

مسلمانوں کی کل آبادی ۲۳۲،۹۶۶،۱۷۰ ہے۔ اس تعداد میں سے ایشیا میں ۱۷۰،۹۲۳،۱۰۱ ہے جن میں سے ۹۳،۴۳۳،۳۰۳ زیر تحت سرکار انگلشیہ ہیں۔

رنجیت سنگھ جی شاہزادہ اب جامنگر کی گدی پر بڑی دھوم دھام اور قدیمی رسم و رسومات کے ساتھ ۱۱ مارچ کو جلوس فرما ہوئے۔ یہ امید کی جا سکتی ہے کہ ان کی طفیل کرکٹ کو اس ملک میں زیادہ فروغ ہوگا۔

سنا جاتا ہے کہ مسٹر تلک بنی کے جیتے لاہور میں وارد ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں لیکن یہ بھی سننے میں آیا ہے کہ راولپنڈی کی پولیٹکل ایسوسی ایشن نے انکو باضابطہ طور پر مدعو بھی کیا ہے۔

۵ مارچ کو مہاراجہ بڑودہ کی پچیس سالہ جوبلی بڑے ذوق و شوق سے منائی گئی۔ آپکی حکمرانی واقعی دیگر حکمرانوں کے لئے قابل تقلید ہے۔

امیر صاحب کابل نے اسلامیہ کالج پشاور کی سالانہ مبلغ چھ ہزار روپیہ امداد پر چھ ہزار اور اضافہ کیا ہے اور یہ اضافہ یتیم لڑکوں اور لڑکیوں پر صرف ہوگا اور عمارت کے لئے بھی ایک یکمشت عطیہ مبلغ ۰۰۰ ہزار کا دیا ہے۔

مسٹر گوکھلے کی عزت کرنے میں پنجاب کے طالب علموں نے کوئی دقیقہ اٹھا نہیں چھوڑا تھا بلکہ انکی گاڑی کے گھوڑے کھول کر خود گاڑی کھینچی لیکن سیالکوٹ میں بزرگ اٹھ کھڑے ہوئے اور وکالت سے انکی گاڑی کھینچی چنانچہ وہاں کے وکلا نے دور دراز تک گوکھلے صاحب کی گاڑی کھینچی۔

آیندہ سال سے پنجاب میڈیکل کالج کے طلبہ کا امتحان ماہ جون کے بجائے ماہ مئی میں ہوا کریگا۔

بنگال اب تک قحط کی صورت نمودار ہے۔ چاول جو وہاں کی رعیت کا کھاجا ہے سات روپیہ من کے حساب بک رہا ہے۔

بمبئی میں ہندو لڑکیوں کے واسطے ایک ہائی

اسکول قایم ہونے والا ہے انتظامی کمیٹی مقرر ہو گئی ہے۔ جو اس درسگاہ کے قواعد و ضوابط مرتب کریگی۔

آج کل وسیع تعلیم نسوان کی ضرورت زیادہ سے زیادہ محسوس ہوتی ہے بلکہ ہر طرف ہر شہر میں ترقی کے آثار نظر آرہے ہیں۔ بنگال میں ایسی ہی تجویز وسیع تعلیم نسوان کے لئے پیش ہے لاہور میں بھی ایک ہائی سکول لڑکیوں کے لئے زیر تجویز ہے۔

طاعون ملعون غضب کر رہا ہے۔ اس کی ترقی روز افزوں ہے۔

جنرل بوتھ امریکہ اور جاپان کے سفر کے لئے روانہ ہو گئے ہیں۔

خبر ہے کہ جاپان نے مجموعہ میں امریکہ سے پہونچنے کیلئے ۵ ہزار ٹن کی ریل گاڑیں خریدی ہیں۔

کلکتہ میں کوئلہ کی سخت گرانی ہے۔ بہت سے دو کارخانہ اسی وجہ سے بند ہو گئے۔ اس گرانی کی وجہ ریل کی چھوٹی ڈبوں کی کمی ہے۔

ایک بنگالی اخبار لکھتا ہے کہ ایک بنگالی بابو نے ہز مجسٹی امیر کو امداد کی درخواست دی تھی جس پر آپ نے حکم دیا کہ اگر تم چاہو تو کابل کے علاقہ میں [illegible] تمہیں ۵۰ روپیہ ماہوار کی جگہ دیجا سکتی ہے اور کابل تک کرایہ بھی ملیگا۔

افسوس ہے کہ پنجابی کی اپیل کا فیصلہ سیشن کی طرف سے خاطر خواہ نہ ہوا۔ ایڈیٹر کی سزا یعنی ۶ ماہ قید سخت اور دو صد روپیہ جرمانہ بحال رہا۔ پرو پرائیٹر لالہ جسونت رائے کی سزا دو سال سے گھٹ کر ۶ ماہ قید سخت اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ رہ گئی۔ اب اپیل چیف کورٹ میں دائر ہوگا۔ ضمانت کے واسطے درخواست دیگئی ہے۔

چونکہ ہز مجسٹی امیر صاحب کابل ہندوستان میں سرکار انگریزی کے مہمان رہے ہیں اور انگریزوں کے ساتھ میز پر کھاتے پیتے رہے اور انگریزی پوشاک زیب تن کرتے ہیں اور گھر بھی سامان فروخت ہیں۔ سب سے بڑھکر وہ فریمیسن بن گئے ہیں اس لئے ان کے خلاف افغانستان کی رعایا میں بے چینی پھیل رہی ہے۔ اسی مطلب سے جلال آباد کے نزدیک ۵ گھروں میں ایک جلسہ بھی ہو چکا ہے اور بڑی زور پر جوش تقریریں امیر صاحب کے خلاف ہوئی ہیں اور انپر تبدیلی مذہب کا کھلم کھلا الزام لگایا گیا ہے۔ بعض متعصب ملاؤں نے فتوے دیدیا ہے کہ وہ افغانستان کے حاکم ہی رہنے کے لائق نہیں ہیں۔ جسکا آخر کار فوجی طاقت سے تدارک کرنا پڑا۔

اشتہارات

ضرورت

چرچ مشن کے اپر پرائمری سکول میں ایک بی اے استاد درکار ہے جو انگریزی اور اردو پڑھا دے۔ کل خط و کتابت ذیل کے پتہ پر ہو۔

پادری ایچ بلیک وڈ صاحب۔ مجرت پور ایجنسی راجپوتانہ

اعلان ضروری

حال ہی میں جو گجرات میں سنڈے سکول کونشن منعقد ہوئی تھی اسمیں قرار پایا تھا کہ پنجاب کے ہر ایک سبت سکول سے درخواست کی جاوے کہ ۲۴ مارچ کا چندہ سبت سکول کے جنرل سکرٹری پادری آگر جنی صاحب کے سفر چین کے متعلق اخراجات کے لئے کیا جاوے پادری صاحب موصوف سنڈے سکول کے کام کے متعلق اس ملک کو تشریف لیجاتے ہیں جس سے اس کام میں بہت کچھ امید کی جاتی ہے اس کام کا کل خرچ بذریعہ چندہ مہیا کیا جاتا ہے۔

اس قسم کے تمام چندے پنجاب سنڈے سکول کے سکرٹری مس ایم ایس ہیوٹ صاحبہ کے نام روانہ ہونے چاہئیں۔ یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ اس قسم کے تمام چندوں سے سکرٹری کے سفر کا فنڈ پورا کیا جاویگا۔

پادری ڈبلیو بی اینڈرسن
کارسپانڈنگ سکرٹری پنجاب سنڈے سکول یونین

ضرورت

فاضل آباد میں ایم ایس زنانہ ڈسپنسری کے واسطے ایک کمپونڈر کی ضرورت ہے فن قابلہ سے واقف کو ترجیح دیجاویگی۔ تمام درخواستیں مس ویسٹ صاحبہ کے نام چرچ مشن ہوس فاضل آباد کے پتہ پر بھیجی جاویں

دن آگئے جلد منگایئے

نمبر ۱۰۵

ڈاکٹر برس کی تیار کردہ

قوت کی گولیان

بائیس برس سے تمام ہندوستان میں مشہور ہو رہی ہیں۔ طاقت دینے والی مشہور دوائیں فاسفورس مشک وغیرہ ملا کر یہ گولیان بنتی ہیں۔

سفوف کے رگ اور خون کو طاقت دینے کا موجب ہیں زیادہ محنت جوانی کی خرابی وبے اعتدالی خواہ کسی وجہ سے ہو قوت ہو ان گولیوں کے سے اول ہی روز سے فائدہ ظہور میں آتا ہے۔ بدن میں قوت اور مزاج میں گرمی معلوم ہونے لگتی ہے چہرے پر رونق اور جوانی میں ضعیفی کی سی حالت

سے ٹوٹے ہوئے جسم میں دوبارہ جوش لاتی ہے قیمت تیس گولیوں کی شیشی دو ہفتہ کی خوراک کا ایک روپیہ ہے محصول ڈاک ایک سے چار شیشی تک پانچ آنے ہیں۔

امتحاناً نمونہ کی گولیاں بلاقیمت دیجاتی ہیں

استعمال کے اول ہی روز سے فائدہ دکھاتی ہیں۔ خود امتحان کیجئے اگر آپ بلاقیمت ان کی آزمائش کرنا چاہیں تو صرف محصول ڈاک کے واسطے دو پیسہ کا ٹکٹ بند لفافہ میں بھیجئے اور اسی خط میں دس خواندہ ادمیوں کے نام و پتے صاف طور سے لکھ بھیجئے پتہ لکھنے میں مقام ڈاکخانہ و ضلع لکھیگا۔

المشتہر

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵-۲ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

ضرورت

ہولی ٹرنٹی پبرش سکول لاہور کے لئے ایک مسیحی ہیڈ ماسٹر کی ضرورت ہے جو ہو نیز سرٹیفکیٹ یافتہ ہو تحریریں مع نقول اسناد ذیل کے پتہ پر آنی چاہئیں۔

مسز ایکلس صاحبہ

سی ایم ایس لاہور

مخزن مسیحی

یہ ایک پندرہ روزہ مسیحی پرچہ ہے جو دو مسن اردو اور انگریزی زبانوں میں مسیحی کارندوں کی خاطر شائع ہوتا ہے جس کا مدعا ہے کہ بڑے بڑے مفسران انجیل اور کلیسائی کارگذاروں کے قلم سے نکلے ہوئے مضامین کے ذریعہ سے مسیحی کارندوں کی علمی استعداد کو ترقی دے نیز مختلف مشن سٹیشنوں کی کلیسیائی خبریں اس میں خصوصاً درج ہوتی ہیں سنڈے سکول اور کرسچن اینڈیور کے کاموں کے متعلق بھی خاص توجہ دیجاتی ہے۔

شرح چندہ کی حسب ذیل ہے

عام سے	ع	سالانہ
اگر تنخواہ پچاس روپیہ سے کم ہو	عمر	"
" " پچیس " "	عہ	"
" " پندرہ " "	۱۲ر	"
ادنیٰ ترین نرخ	۱۲ر	"

نمونہ کا پرچہ درخواست پر روانہ کیا جاتا ہے۔ درخواستیں ذیل کے پتہ پر ہونی چاہئیں۔

المشتہر

پادری اے جی میکگاؤ اٹاوہ یو پی صوبجات

پریسبٹیرین بیواؤں و یتامیٰ کا فنڈ

یہ فنڈ ۱۸۳۲ء میں قائم ہوا ہے تین سو سے زیادہ اشخاص اس فنڈ میں شریک ہو چکے ہیں ساٹھ سال کے عرصہ میں اس فنڈ کی طرف سے ۲۵ بیوگان اور خاندانوں کو ۷۰ ہزار روپیہ سے زیادہ پنشن دیگئی ہے یہ رقم اس کل رقم سے نو ہزار روپیہ زیادہ ہے جو چندہ دہندگان سے وصول ہوا ہے اس وقت اس فنڈ میں بیالیس ہزار پانسو روپیہ سے زیادہ خزانہ میں موجود ہے۔ اس فنڈ کا نرخ کسی اور اس قسم کے فنڈ سے بہت ارزان ہے۔ ہندوستان کا ہر ایک مسیحی مرد اور عورت اس فنڈ میں شامل ہو سکتا ہے مردوں کو پیرسالی میں اور مستورات کو بیوگی کی حالت میں اور بچوں کو یتامیٰ میں اس فنڈ سے پنشن ملتی ہے۔ صرف ایک پیسہ کا کارڈ بھیجنے پر پراسپکٹس روانہ کیا جاتا ہے

المشتہر

پادری ڈاکٹر جے کلارک صاحب ایم۔ اے

جنگ ڈائرکٹر نولکھا لاہور

دستور العمل نور افشان

قیمت سالانہ اہل شہر سے اخبار بذریعہ پیرسہ صہ عہ

قیمت سالانہ مع محصول ڈاک " عہ ے

قیمت ہر حالت میں پیشگی ہیجائیگی۔

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سالانہ
کالم کا آٹھواں حصہ	ع	سے	ے
چوتھائی کالم	سے	ے	عہ
نصف کالم	ے	عہ	یہ
پورا کالم	عہ	یہ	مہ
پورا صفحہ	مہ	عہ	سہ

ایک دفعہ کے لئے فی سطر کالم ہر ایک کے لئے فی سطر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا۔

نوٹ

نامہ نگار اپنی اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں۔

سنڈے سکول سبق

قیمت سالانہ پچاس پرچہ یا فی پرچہ سنڈے سکول مع محصول عہ

قیمت " " " مع محصول عمر

قیمت " آٹھ ورقی سبق سنڈے سکول ر

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

حرز اگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی کہ یہ سرمہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑبال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند پانی جانا خارش وغیرہ سب امراض کو جڑ سے کھو دیتا ہے اور دیدہ کے آنکھوں کے نقصان پر اب اس سرمہ کا استعمال چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچے سے لیکر بڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے کافی ہے صرف دو روپے ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ صرف تین روپیہ خالص ممیروں والا جس میں روپیہ بھری سرمہ فی تولہ دس روپیہ خرچ ڈاک بذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔ نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے۔

المشتہر

پروفیسر میہاں سنگھ آہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے؟

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میہاں سنگھ آہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے۔ بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو اکسیر ہے۔ آنکھوں سے پانی کا بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو آنکھ آنا کہتے ہیں۔ جن لوگوں کی نظر کمزور ہو اور دھندلی جیسی کہ زخم اور ان سے سبب کا لگانا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں اس لئے ہر کوئی سکے لئے اس کا استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے۔ اس لئے میں بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے۔

راقم ڈاکٹر ایم بی سنگھ۔ صاحب بہادر ایم ڈی۔ ایس۔ سندیافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ انگلینڈ امرت سر۔

(۲) میں نے اور میرے بہت سے متعلقین نے ممیرے کا سرمہ جو سردار میہاں سنگھ آہلووالیہ نے تیار کیا ہے استعمال کیا۔ نہایت ہی مفید پایا۔ آنکھوں کی بیماری کے لئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ آنکھوں کو تر و تازہ رکھتا ہے اور بینائی کو طاقت بخشتا ہے درحقیقت یہ سرمہ بینائی کو قائم رکھنے کے لئے نہایت ہی مفید اور مجرب ہے جسکی کبھی کوئی دوا اس سرمہ سے بہتر فائدہ بخش نہیں دیکھی۔

راقم آنریبل نواب محمد حیات خاں صاحب بہادر سی۔ ایس۔ آئی سابق ڈسٹرکٹ و سیشن جج وقت حال ممبر کونسل گورنر جنرل ہند۔

(۳) جناب سردار صاحب تسلیم۔ میں نے آپکا ممیرے کا سرمہ استعمال کیا میں تصدیق کرتا ہوں کہ بیشک یہ سرمہ کمزوری چشم کے لئے بہت مفید ہے۔ میری آنکھیں بالکل کمزور تھیں لگاتار ایک پہر کام کرنے سے معذور ہو جاتا تھا اب میری یہ کیفیت ہے کہ صرف چار روز کے استعمال سے تین تین پہر بلکہ تمام دن اچھی طرح کام کر سکتا ہوں۔

راقم میاں خورشید محمد خاں خلف نواب لیفٹیننٹ محمد خاں صاحب بہادر رئیس اعظم بھوپال۔

(۴) مکرم بندہ تسلیم۔ میں آپ کے قابل قدر ممیرے کے سرمہ کو عرصہ پانچ سال سے استعمال کرتا ہوں حقیقت میں جیسا آپ نے اشتہار میں لکھا ہے۔ اس سے بھی کئی درجہ بہتر ہے میں نے چشمہ کا لگانا بالکل چھوڑ دیا۔ اور اب بغیر چشمہ کے بخوبی لکھ پڑھ سکتا ہوں۔

راقم رادھا کشن گورنمنٹ پنشنر مقام دہلی محلہ چوڑی گراں۔

(۵) میں نے ممیرے کا سرمہ جو سردار میہاں سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی چشم بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا۔ میری رائے میں خاصکر ان لوگوں کے واسطے جن کی آنکھیں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت ہی مفید ہے۔

راقم ڈاکٹر برج لعل گھوس رائے بہادر ایل ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔ حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

پانچہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی صداقت میں جسکو قریب پچیس ہزار کے ہیں ایک کو بھی جعلی ثابت کر دے تو اس کو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو کہ پنجاب بنک میں اسی غرض کیلئے ۱۰ مارچ ۱۹ سے جمع کیا گیا ہے۔

پادری ای ایم ویری صاحب بی اے ایڈیٹر و مہتمم نور افشاں ساکن لدھیانہ کے لئے لودیانہ مشن پریس میں زیر اہتمام ... کے چھپا